© rasailojaraid.com

لعلکم تفلحون ۝ واتقوا النار التی أعدت للکٰفرین ۝﴾ [ال عمران ۱۳۰۔۱۳۱] ''اے ایمان والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے مہیا کی گئی ہے۔'' غریب کے خون کا ایک قطرہ چوسنا حرام ہے لیکن اگر اس کے خون کی بڑی مقدار چوس لی جائے تو یہ ظلم عظیم ہے۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ سود خوروں نے اس واقعاتی حقیقت سے صرفِ نظر کر کے الٹا ''ربا'' اس کو قرار دے دیا جو سود در سود ہو یا سود مرکب ہو۔ حالانکہ اس میں زمانہ جاہلیت کے ظلم در ظلم کی ممانعت ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ دورِ جاہلیت میں لوگ ربا پر قرضے دیتے تھے اور مدت مقرر ہوتی تھی، اگر اس مدت پر روپیہ وصول نہ ہوتا تو بڑھ جاتا۔ گویا یہ ممانعت ایک واقعاتی پس منظر میں ہے، یوں نہیں کہ ربا کی حرمت و ممانعت (اضعافاً مضاعفۃ) سے مقید ہوگئی ہے۔ اگر سود در سود یا سود مرکب کی ہی ممانعت ہے تو سورۃ البقرۃ میں ﴿فلکم رؤس أموالکم﴾ رأس مال یعنی اصل مال کی وصولی کا حکم نہ دیا جاتا۔ غلاظت اور گندگی کی کم مقدار بھی بہر حال پلید اور ناپاک ہے۔

علامہ آلوسی نے بھی اس آیت کے ضمن میں فرمایا ہے کہ ''(اضعافاً مضاعفۃ) حال منہی عنہ کے لیے قید نہیں کہ اصل ربا کو حلال کہہ دیا جائے، بلکہ ایسا واقعے کے اعتبار سے ہے۔ اس لیے کہ اس زمانہ میں اکثر ایسا ہی ہوتا تھا کہ معمولی سے قرض پر سود بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتا تھا۔'' [روح المعانی ۴/۴۹] یہ بات دیگر مفسرین نے بھی کہی ہے۔

قرآن مجید کی ان تصریحات سے صحابہ کرام ؓ اور سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرض کے اصل مال سے زائد وصول کرنا ربا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اور ان کے حوالے سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے [التلخیص الحبیر ۳/ ۳۴] میں حضرت ابی بن کعب، عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن عباس ؓ سے یہ نقل کیا ہے جو کہ قرض منفعت کے حصول کا باعث بنے وہ ربا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان پر باب ہی قائم کیا ہے'' باب کل قرض جرمنفعۃ فھو ربا'' [السنن الکبریٰ ۵/ ۳۴۹] بلکہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''وقد أجمع المسلمون نقلاً عن نبیھم أن اشتراط الزیادۃ فی السلف ربا ولو کان قبضۃ من علفٍ أوحبۃ'' [التمھید ۴/ ۶۸] ''مسلمانوں کا اپنے نبی ﷺ سے نقل کی بنا پر اجماع ہے کہ قرض کے اصل مال پر اضافے کی شرط لگانا ربا ہے۔ اگر چہ یہ اضافہ ایک مٹھی گھاس ہو یا ایک دانہ۔'' یہی بات علامہ ابن رشد وغیرہ نے رحمھم اللہ بھی کہی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام اور سائنس

وضو سائنس کی روشنی میں

فقیر محمد یوسف ظفر کوروی

اسلام دین فطرت ہے، اس کا ہر حکم لازوال اخروی زندگی میں ان گنت کامرانیوں کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے؛ نیز اس عارضی وفانی زندگی میں بھی اس کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے صحت وتندرستی سمیت بہت سے مادی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن ایک ''مؤمن'' کو عمل پر ابھارنے کا محرک اول الذکر ''اخروی فوائد'' ہی ہونے چاہئیں۔ اس بات کو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ''إنما الأعمال بالنيات'' کے جامع ومعجز الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔ اور یہی فوائد اپنے شروط کے ساتھ بالکل یقینی اور سو فیصد لازمی ہیں۔

ثانی الذکر مادی فوائد اس کے ساتھ لازم وملزوم نہیں۔ ہاں ان کا بیان اگر کسی بے عمل کو عمل پر آمادہ کرنے کا ذریعہ ثابت ہو جائے تو یہی اس کی افادیت ہے اور احکام وعبادات شرعیہ کی حکمت وفلسفہ کو سمجھ لیا جائے تو ''نور علیٰ نور'' ہے ہر وہ چیز جس سے احکام شرع پر ایمان کی پختگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اسی امید کے ساتھ یہ مضمون ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

قرآن مجید رحمت اور شفا کا ذریعہ ہے۔ مگر ان لوگوں کے لیے جو اس پر یقین رکھتے ہیں۔ ﴿وثيابك فطهر ۞ والرجز فاهجر ۞﴾ [المدثر ٤-٥] ''اور اپنے کپڑے صاف ستھرا رکھا کر اور ہر قسم کی غلاظت اور گندگی سے پرہیز کیا کر۔''

یہ اس آیت مبارکہ اور اسلامی تعلیمات کا ہی فیض ہے۔ کہ صحت وصفائی کے اصول وقواعد کی پابندی کی نسبت مسلمان ابتدا سے ہی بڑے محتاط ہیں۔ اس میں ان کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ طہارت ونجاست کے سلسلے میں تفصیلی احکام ومسائل پر ضخیم کتب تصنیف کی گئیں۔

وضو سے مراد نماز کے لیے جسم کے خاص خاص اعضا کو پانی سے دھونا ہے، اور لغوی معنی میں خوبصورتی یا پاکیزگی کے ہیں۔ ہر آسمانی ملت میں عبادت کے لیے جسم اور لباس کا صاف ہونا ضروری سمجھا گیا۔ لیکن اسلام نے اس کے لیے تفصیلی احکامات صادر فرمائے ''نماز کے لیے منہ، کہنیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دھولیا کرو۔ اور سر پر مسح کرلیا کرو۔'' [المائدہ ٦] وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ بندہ جب وضو کرتا ہے۔ تو وضو کے ساتھ ہمارے اعضا سے برقی روئیں نکلنے لگتی ہیں۔ اور اس عمل سے جسمانی اعضا کو ایک نئی طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ وضو میں جو ترتیب وار اعضا دھوئے جاتے ہیں، یہ بھی حکمت سے خالی نہیں۔ وضو نفسیاتی امراض کا بہترین علاج بھی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ ہاتھ دھونا: وضو میں سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ مختلف چیزوں میں ہاتھ ڈالتے رہنے سے ہاتھوں میں مختلف کیمیائی اجزاء اور جراثیم لگ جاتے ہیں۔ ہاتھ دھونے سے ہاتھوں پر موجود جراثیم اور گندگی دور ہوتی ہے۔ ہاتھوں کی صفائی ہر قسم کے جراثیم سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ انسان بہت سی پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے انسان ہر چیز اپنے ہاتھوں سے ہی کھاتا ہے۔

جسم کے جس حصے کو وافر خون ملتا رہے گا۔ وہ حصہ طاقتور ہوتا جائے گا۔ وضو میں تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم اس لیے دیا کہ پانی گزرنے سے وہاں پر بدن کی قوت مدبّرہ اور حس بیدار ہو۔ کیونکہ جب ٹھنڈا پانی پڑے گا تو زیادہ سے زیادہ خون پانی کے جھٹکے کا مقابلہ کرنے کے لیے آنا شروع ہوگا۔ بلکہ وافر خون کی آمد سے وہ مضبوط اور خوبصورت ہوں گے۔

۲۔ کلی کرنا: پہلے ہاتھ دھو لیے جاتے ہیں۔ جس سے وہ جراثیم سے پاک ہو جاتے ہیں۔ ورنہ یہ کلی کے ذریعے پیٹ میں جا کر متعدد امراض کا باعث بن سکتے ہیں۔ کلی کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے۔ بدبو دور ہو جاتی ہے دانتوں اور مسوڑھوں کے ساتھ غذا کے چپٹے ہوئے ذرات ڈھل جاتے ہیں۔

خاص طور پر دانتوں کی بیماری ''پائیریا'' نے آج پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ دن میں پندرہ مرتبہ کلی کرنے والے اس بیماری سے محفوظ رہتے ہیں۔ چنانچہ وضو میں مسواک اور کلیوں کے ذریعے منہ کی بہترین صفائی ہو جاتی ہے۔ اگر منہ کو صاف نہ کیا جائے تو مختلف امراض کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ ناک میں پانی ڈالنا: ناک سانس لینے کا واحد فطری راستہ ہے۔ اور جس ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں۔ اس کے اندر بے شمار جرثومے پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔ جو ناک کے راستے جسم میں باآسانی داخل ہو جاتے ہیں۔ وضو کرنے والا ناک میں پانی چڑھاتا ہے۔ جس سے جسم کے اس اہم ترین آلے کی صفائی ہو جاتی ہے۔ ناک کی منجمد بلغمی رطوبتیں رفع ہو جاتی ہیں۔ جس سے سانس لینے میں آسانی رہتی ہے۔ آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا ہوتا ہے۔ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے لیے ناک کی یہ دھلائی بہت مفید اور مجرب ہے۔ ماہرین ہائیڈروپیتھی کے نزدیک ناک میں پانی ڈالنا بصارت کو بھی تیز کرتا ہے۔

۴۔ چہرہ دھونا: وضو کرتے ہوئے چہرہ دھونے سے بھنویں پانی سے تر ہو جاتی ہیں اور میڈیکل اصول کے مطابق بھنویں تر کرنے سے آنکھوں کے ایک ایسے مرض کے امکانات کم ہو جاتے ہیں، جس میں آنکھ کے اندر مطلوبہ رطوبت کم یا ختم ہو جاتی ہے۔ اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہو جاتا ہے۔ چہرہ دھونے سے چہرے کی جلد کے زیریں غدودوں پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ناک اور سانس کی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ایک چینی محقق آئیو ٹیکجو کی تحقیق کے مطابق چہرہ دھونے سے پیٹ میں چھوٹی آنت، بڑی آنت اور سینہ پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کی بدولت آشوب چشم، چکر آنا، دانتوں کی کمزوری، سر درد، تھکاوٹ، اسہال اور گھبراہٹ وغیرہ میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔ چہرے کے عضلات میں چمک، نرمی اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ گرد وغبار صاف ہو کر چہرہ بارونق و پر کشش اور بارعب ہو جاتا ہے۔آنکھوں کے عضلات کو تقویت پہنچتی ہے۔ان پر چمک غالب آجاتی ہے چہرے پر ہاتھ پھیرنے سے دماغ بھی پر سکون ہو جاتا ہے۔ وضو میں چہرہ دھونے سے چہرے کا مساج ہو جاتا ہے۔ خون کا دوران چہرے کی طرف رواں ہو جاتا ہے۔ میل کچیل بھی اتر کر چہرے کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

آج کل لڑکیوں کا ایک بڑا مسئلہ چہرے کے دانے، کیل مہاسے اور چکنائی ہے۔ اگر پانچ وقت چہرے کو صاف پانی سے دھویا جائے تو زائد چکنائی خود بخود زائل ہو جاتی ہے۔ اور خوبصورتی بونس میں مل جاتی ہے۔

۵۔ **کہنیوں تک ہاتھ دھونا:** کہنی پر تین بڑی رگیں ہوتی ہیں۔ جن کا تعلق بالواسطہ دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصہ عموماً ڈھکا رہتا ہے۔ اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو متعدد دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

وضو میں کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دماغ کو تقویت پہنچتی ہے کہنیوں کو دھونے سے نفسیاتی بیماریوں مثلاً ذہن میں ناپاک خیالات کا اجتماع، نا امیدی، ذہنی کمزوری اور بے جا خوف وغیرہ میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس عمل سے ہاتھوں کے عضلات یعنی کل پرزے طاقتور ہو جاتے ہیں۔

۶۔ **سر کا مسح:** سر پر گیلا ہاتھ پھیرنے سے بالوں پر چڑھا ہوا گرد وغبار صاف ہو جاتا ہے یوں دن میں پانچ مرتبہ دماغ کو ہلکی ٹھنڈک دینے سے کھوپڑی کے اندر ڈھکے ہوئے دماغ کو بھی تسکین ملتی ہے۔ یہ ہر انسان کے تمام اعضاء میں نہ صرف سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، بلکہ تمام افعال کا تعلق بھی دماغ سے ہوتا ہے۔ وضو سے دماغی ارتعاش (تحریکات) طاقتور ہونے لگتی ہے۔ سر کے مسح سے چکر، زکام اور نیند کی کمی وغیرہ میں افاقہ ہوتا ہے۔

۷۔ **کانوں کا مسح:** مسح کرتے وقت انگلیاں گیلی کر کے کانوں میں ڈالتے ہیں، جس سے کانوں کی صفائی ہو جاتی ہے۔ انگلیوں کے ساتھ تری کانوں میں پہنچتی ہے۔ اس سے سننے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کانوں کے پیچھے جو خالی جگہ ہوتی ہے۔ جہاں بال نہیں ہوتے اس حصے کو تر کرنے سے انسان نظر کی کمزوری سے محفوظ رہتا ہے۔

© rasailojaraid.com